وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ

عہدِ شباب

مؤلفین

محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمن
صدر

امان جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)
ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے

پس تو محمد ﷺ پر دُرود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے

اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے

بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور تو مغفرت کرنے والا ہے

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1.	تمہید	4
2.	آپ ﷺ کا بکریاں چرانا	4
3.	حربِ فجار	6
4.	ایفائے عہد کا واقعہ	7
5.	معاہدہ حلف الفضول	8
6.	آپ ﷺ بحیثیت تاجر	10
7.	آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	11
8.	حجراسود کا تنازعہ	13
9.	آپ ﷺ کا غارِ حرا میں عبادت کرنا	15

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور قیامت تک دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل واولاد پر اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

میرے ماں باپ قربان رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ پر، جن کا عہد شباب ایسا پاکیزہ اور مبارک تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی مقدس زندگی میں کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی، کبھی شرک نہیں کیا، کبھی مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ پاکدامنی کی زندگی بسر فرمائی۔ آپ ﷺ کو سچائی اور امانت داری کی وجہ سے "صادق" اور "امین" کہا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کا بکریاں چرانا

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ جب اپنی لڑکپن کی عمر مبارک کو پہنچے تو آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ میرے شفیق چچا ابو طالب کثیر العیال ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے بھی ان کی محبت و شفقت کے پیشِ نظر اُن کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا، اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، صحابہ کرام

رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، کیا آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں، میں اہلِ مکہ کی بکریاں قراریط (اُجرت) پر چرایا کرتا تھا۔

(بخاری شریف)

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بکریاں چرانا مصلحتِ خداوندی کے تابع ہے اور یہ ایک ''خُدائی ٹرینگ'' تھی کیونکہ جانوروں میں سب سے زیادہ تنگ اور پریشان کرنے والا جانور بکری ہے۔ بکری کی فطرت ہے کہ وہ ایک جگہ نہیں چرتی بلکہ پل بھر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتی ہے۔ چرواہے کی یہ ڈیوٹی ہوتی ہے کہ اپنے ریوڑ کی کڑی نگرانی رکھے تاکہ کوئی بھیڑیا حملہ کر کے کسی بکری کو نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ چرواہا اسی فکر میں ان کے پیچھے پیچھے سرگرداں رہتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ تمام ریوڑ مجتمع رہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بکریاں چرانا اُمت کی گلہ بانی کا دیباچہ ہے۔ جس طرح ایک چرواہا اپنے ریوڑ کی حفاظت کے لئے ہر دم چوکس اور چوکنا رہتا ہے، اسی طرح نبی اُمت پر نظر رکھتے ہیں اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن کی اُمت متحد اور اکھٹی رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمت کے منتشر ہونے سے وہ نفس اور شیطان کا شکار ہو جائیں، کہیں شرک و بدعت ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں، کہیں فسق و فجور اُن پر وار نہ کر جائیں، کہیں طاغوتی قوتیں انہیں ہڑپ نہ کرلیں، اس لئے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے فرمایا!

کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

(مسندِ احمد)

الحمدللہ! رحمۃ للعالمین ﷺ کا بکریاں چرانا، ایک ایسی تربیت **(Training)** حاصل کرنا تھا کہ بحیثیت آخری نبی، آپ ﷺ کو قیامت تک کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا، ساری انسانیت کفر و شرک کی زندگی سے نکل کر ایک اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پر ایمان

لے آئے اور جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے، یہ آپ ﷺ کی مبارک فکر تھی۔

حرب فجار میں شرکت

رحمۃ للعالمین حضور اقدس ﷺ کی بعثت سے قبل لڑائیوں کا جو طویل سلسلہ چلا آ رہا تھا، اُن میں سے چار لڑائیاں حروبِ فجار کے نام سے مشہور ہیں اور یہ چاروں لڑائیاں ''اشہرِ حرم'' ذی القعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں سے کسی نہ کسی ماہ میں وقوع پذیر ہوئی تھیں اور چونکہ ان مہینوں میں دین ابراہیمؑ کے مطابق لڑنا ممنوع تھا، اس وجہ سے انہیں ''حروبِ فجار'' کہا جاتا ہے۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

معروف مؤرخ مسعودی نے ان چاروں حروبِ فجار کے الگ الگ نام ذکر کیے ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

- پہلی لڑائی کا نام فجار الرجل یا فجار بدر بن معشر
- دوسری لڑائی کا نام فجار القرد
- تیسری لڑائی کا نام فجار المراء
- چوتھی لڑائی کا نام فجار البراض

چوتھی اور آخری لڑائی ذی القعدہ کے مہینہ میں ہوئی تھی، اس میں ایک طرف قریش اور کنانہ اور دوسری طرف ہوازن اور بنی قیس تھے۔ اس لڑائی کے وقت رحمۃ للعالمین ﷺ کی عمر مبارک 20 برس اور بعض مصنفین کے بقول 15 سال تھی۔ قریش کے تمام خاندانوں نے اس معرکہ میں اپنی الگ الگ فوجیں تیار کی تھیں اور ان سب دستوں کا مشترکہ کمانڈر حرب بن امیہ تھا، جو ابو سفیان کے والد اور حضرت امیر معاویہؓ کے دادا تھے،

یہ عمر میں سب سے بڑے اور اپنے قبیلے کے تجربہ کار اور معزز شخص تھے۔ آلِ ہاشم کے علمبردار رحمۃ للعالمین ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب تھے اور اسی صف میں آپ ﷺ خود بھی شریک تھے۔

اس لڑائی میں کنانہ و قریش کو غلبہ حاصل ہوا اور بالآخر صلح پر خاتمہ ہوا۔ اس لڑائی میں چونکہ قریش حق پر تھے لہٰذا آپ ﷺ نے قریش کا ساتھ دیا لیکن آپ ﷺ نے عملی طور پر اس میں حصہ نہیں لیا اور اپنے چچاؤں کا دُشمن کے تیروں سے دفاع کرتے رہے، مگر خود آپ ﷺ نے کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

حرب فجار وہ پہلی لڑائی تھی جس میں رحمۃ للعالمین ﷺ برائی کے خلاف عملی طور پر میدان میں اُترے، دینِ ابراہیمیؑ کے مطابق حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا منع تھا، مگر بنی قیس اور ان کے حواری باز نہ آتے تھے، جبکہ اہلِ قریش لڑائی کے حق میں نہ تھے۔ داعیِ امن عالم، رحمۃ للعالمین ﷺ نے حق کی خاطر اپنے قبیلہ والوں کا ساتھ دیا، تاکہ معاشرے میں امن قائم ہو۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی اس لڑائی میں شرکت سے ایک طویل جنگوں کا سلسلہ ختم ہوگیا اور آپس میں صلح ہوگئی۔ (بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

ایفائے عہد کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعثت سے قبل میں نے حضور اقدس ﷺ سے کوئی چیز خریدی اور کچھ رقم باقی رہ گئی، میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں، پھر میں بھول گیا، تین دن بعد مجھے یاد آیا، میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم

نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

(ابوداؤد)

معاہدہ حلف الفضول

الحمدللہ! حرب فجار سے واپسی پر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی تجویز پر بنی ہاشم، بنی زہرہ اور بنی تمیم وغیرہ عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور وہاں سب نے مل کر یہ معاہدہ کیا:

ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا

اور کوئی ظالم مکہ میں رہنے نہیں پائے گا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

اس معاہدہ کا فوری محرک یہ ہوا کہ یمن کا ایک زبیدی شخص مالِ تجارت لے کر مکہ آیا تو عاص بن وائل سہمی نے اس سے وہ مال خرید لیا، مگر اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس زبیدی نے اپنے حلیفوں عبدالدار، مخزوم، جمح، سہم اور عدی سے مدد طلب کی مگر کوئی بھی اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ تو وہ جبلِ ابی قیس پر چڑھ کر بآوازِ بلند ایسے شعر کہنے لگا جن میں اُس نے اپنی داستانِ مظلومیت کی خوب دُہائی دی، اس پر رحمۃ للعالمین ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب اُٹھے اور حقائق معلوم کرنے کے بعد مختلف خاندانوں کو اکٹھا کیا اور ایک معاہدہ کیا، پھر سب مل کر عاص بن وائل سہمی کے پاس گئے اور اس سے زبردستی زبیدی کا حق دلوایا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

اس معاہدہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ بھی شریک ہوئے۔ اس میں بنو زہرہ بنو تیم اور قریش نے شرکت کی اور اس معاہدہ کی اہم دفعات مندرجہ ذیل تھیں:

(1) ملک میں امن و امان برقرار رکھا جائے گا۔

(2) آپس میں جنگ نہیں کی جائے گی۔

(3) مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی۔

(4) یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں گے۔

(5) مسافروں کی حفاظت کریں گے۔

(6) کوئی شخص ظلم کر کے مکہ میں زندہ نہ رہ سکے گا۔

(7) غریبوں کی مدد کی جائے گی۔

(بحوالہ: آفاقی تہذیب و تمدن اور تاریخ اسلام)

تاریخ اسلام میں یہ معاہدہ ''حلف الفضول'' کے نام سے مشہور ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ پہلے پہل اس معاہدہ کا خیال جن لوگوں کو آیا، اُن کے نام میں فضل کا مادہ پایا جاتا تھا۔ مثلاً فضیل بن حرث، فضیل بن واعد اور مفضل و فضل وغیرہ۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ بھی اس معاہدہ امن میں شریک ہوئے تھے اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے:

''اس معاہدہ کے مقابلہ میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ لیتا، اور آج بھی اس قسم کا کوئی معاہدہ ہو تو اس میں ضرور شرکت کروں گا''۔

(بحوالہ: مستدرک حاکم)

اس معاہدہ یا تنظیم کا نام بنو جرہم کی ایک پرانی انجمن کے نام پر انجمن ''حلف الفضول'' رکھا گیا اور رحمۃ للعالمین ﷺ اس کے رکن اعلیٰ تھے۔ اس معاہدہ نے سرزمین حجاز میں امن و سکون بحال کروایا۔ اس کی بدولت کمزوروں اور مظلوموں کو بڑی حد تک امن و امان نصیب ہوگیا۔ اپنے قیام کے پہلے ہی سال اتنا وقار حاصل ہوگیا کہ اس کی طرف سے کسی معاملے میں مداخلت کا اشارہ ہی زبردستوں کی بے آئینی روکنے اور زیردستوں کے

نقصانات کے لئے کافی ہوتا تھا۔

(بحوالہ: روح اسلام از جسٹس امیر علی سیّد)

رحمۃ للعالمین ﷺ بحیثیت تاجر

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے چچا ابو طالب ایک تاجر تھے، یہی وجہ تھی کہ عہد شباب کو پہنچتے ہی جب رحمۃ للعالمین ﷺ کو فکرِ معاش کی طرف توجہ ہوئی تو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نہ پایا۔ آپ ﷺ بچپن میں بھی اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ بعض تجارتی سفر کر چکے تھے، جس وجہ سے آپ ﷺ کو تجارتی کاروبار اور لین دین کے معاملات میں کافی مہارت و تجربہ حاصل ہو چکا تھا اور دوران تجارت آپ ﷺ کے حسن معاملہ اور امانتداری وصداقت کی شہرت ہر طرف پھیل چکی تھی۔ آپ ﷺ کے شرکاءِ تجارت کی کئی شہادتیں کتب حدیث اور تواریخ وسیرت میں مذکور ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کس دیانتداری اور راست بازی کے ساتھ اس پیشہ کو سرانجام دیتے تھے۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

الحمد للہ! اس وقت مکہ مکرمہ میں ایک معزز خاتون خدیجہ بنت خویلد تھیں، جنہیں بعد میں اُمّ المؤمنین ہونے کا شرف نصیب ہوا، وہ بہت بڑی تاجر، شریف النفس اور صاحبِ ثروت تھیں اور دوسرے لوگوں کو اپنا مال دے کر تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے خاندان سے جا ملتا ہے، وہ بیوہ تھیں اور اپنی شرافتِ نفس، پاکیزگی اخلاق اور عفت و عصمت کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ انہیں ''طاہرہ'' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ان کی دولت مندی کا یہ عالم تھا کہ جب اہل مکہ کا کوئی قافلہ تجارت کے لئے روانہ ہوتا

اکیلی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ تجارت تمام قریش کے برابر ہوتا تھا۔

(بحوالہ: طبقاتِ ابنِ سعد)

الحمدللہ! جب رحمۃ للعالمین ﷺ کے حسن معاملہ، راست بازی اور صدق و امانت کی خبر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں اور جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں، آپ ﷺ کو اس سے دُگنا دوں گی اور دورانِ سفر آپ ﷺ کی خدمت کے لئے اپنا غلام میسرہ بھی ساتھ بھیج دوں گی۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اُن کی اس پیشکش کو قبول کرلیا اور سفر شام کے لئے تیار ہو گئے۔ (بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ میرے شریکِ تجارت تھے، لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔

(ابوداؤد)

آپ ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ ایسے سچے اور ایماندار تھے کہ کفار و مشرکین بھی آپ ﷺ کو "صادق" اور "امین" کہتے تھے۔ آپ ﷺ کی دیانتداری کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا۔

بقول ابن ہشام آپؓ کے الفاظ یہ تھے:

"اے فرزندِ عم سابقہ قرابت، قومی اعزاز، امانت داری، خوش اخلاقی، راست گوئی کی وجہ سے میں آپ ﷺ سے عقد کرنے کی خواہش مند ہوں"۔

(بحوالہ: سیرت النبی ﷺ)

جب جاہلیت کا سمندر موجیں مار رہا تھا اور عورتوں کی بھی قیمت لگائی جاتی تھی، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اُس وقت ''طاہرہ'' کے مہکتے ہوئے مبارک لقب سے سرفراز ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے پیارے حبیب، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کے لئے جن پاکیزہ ازواج کا انتخاب کیا، اُس کا فیصلہ فرش پر نہیں، بلکہ عرش پر ہوا تھا۔ ایک موقع پر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

تمہیں دُنیا کی خواتین میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنتِ خویلد، فاطمہ بنتِ محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔

(ترمذی)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیغام نکاح سے اُن کی بصیرت، دور اندیشی اور مردم شناسی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا پیغام نکاح ان کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپؓ کے نکاح کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت ہے، اُس کے مطابق رحمۃ للعالمین ﷺ نے پیغام نکاح کی بات اپنے چچوں سے کی، تو اُن میں سے ابو طالب اور سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ تاریخ نکاح کے تعیّن کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمر بن اسد کے پاس گئے، کیونکہ بقول امام سہیلیؒ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حرب فجار سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

جب سفر شام سے واپسی کو تقریباً تین ماہ ہوگئے تو تاریخ متعین پر ابو طالب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ اور تمام روساءِ خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے اور پانچ سو طلائی درہم حق مہر کے عوض آپ ﷺ کا نکاح ہوا۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ (فقۃ السیرۃ)

بوقتِ نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی اور آپؓ بیوہ تھیں جبکہ رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور آپ ﷺ کا یہ پہلا نکاح تھا۔حضور اقدس ﷺ کے فیضِ صحبت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ صادق تھے تو اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا صادقہ تھیں۔آپ ﷺ امین تھے تو اماں جان امینہ تھیں،آپ ﷺ طاہر تھے تو اماں جان طاہرہ تھیں۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

الحمد للہ ! رحمۃ للعالمین ﷺ کی تجارت بھی امن عالم کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ، آپ ﷺ اپنی صداقت اور ایمانداری کی وجہ سے صادق اور امین کہلائے ،نیز اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح مبارک بھی آپ ﷺ کی دیانتداری اور راست بازی کا نتیجہ تھا۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

حجر اسود کا تنازعہ

رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کی بعثت سے پانچ سال قبل جبکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی ،اہل قریش کعبہ کی تعمیر نو پر متفق ہو گئے ،جس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی تعمیر کعبہ میں عملی طور پر حصہ لیا ،پتھر اُٹھائے ، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے شانے مبارک زخمی ہو گئے ۔(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

خانہ کعبہ کی عمارت نشیب میں تھی اور دیواروں پر چھت نہ تھی ، بارش کے موسم میں شہر کا پانی حرم میں آجاتا تھا۔اس کی روک کے لئے بالائی حصہ پر بند بندھوایا گیا لیکن وہ ٹوٹ جاتا تھا۔بالآخر باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر کی جائے اور

اس تعمیر میں صرف حلال رقم ہی استعمال کی جائے ۔ انہی دنوں جدّہ کی بندرگاہ پر ایک تجارتی جہاز کنارہ سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا ۔ جب قریش کو خبر ملی تو ولید بن مغیرہ مخزومی نے جدّہ پہنچ کر جہاز کے تختے خریدے ۔ جہاز میں ایک رومی معمار تھا جس کا نام باقوم تھا، ولید اس کو اپنے ساتھ مکہ لے آئے اور اہل قریش نے مل کر کعبہ کی تعمیر شروع کی ۔مختلف قبائل نے عمارت کے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے تھے کہ کوئی اس شرف سے محروم نہ رہ جائے لیکن جب حجرِ اسود کے نصب کرنے کا موقع آیا تو جھگڑا پیدا ہوگیا کیونکہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسی کو ملے، نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں ۔ پانچویں دن امیہ بن مغیرہ، جو کہ قریش میں سب سے معمر تھے، رائے دی کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو شخص کعبہ میں آئے، وہی ثالث قرار دیا جائے ، اس رائے کو سب نے تسلیم کیا ۔اللہ تعالیٰ کی مشیّت کہ دوسرے دن رحمۃ للعالمین ، حضور اقدس ﷺ سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے ۔ آپ ﷺ کی ایمانداری اور دیانت پر سب کو اعتماد تھا، لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے!

یہ لو امین آ گیا اور ہم امین کو اپنا حکم ماننے پر رضامند ہیں۔

(بحوالہ: سیرت امام الانبیا ﷺ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے رفع شر کی یہ صورت نکالی کہ چادر بچھا کر اس پر حجرِ اسود رکھ دیا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک فرد چادر پکڑ کر اُٹھائے اور جب چادر موقع کے برابر آ گئی تو آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو اُٹھا کر نصب فرمادیا ۔کعبہ کی عمارت اب مسقّف کر دی گئی، چونکہ سامانِ تعمیر ناکافی تھا، ایک طرف زمین کا کچھ حصہ چھوڑ کر بنیادیں قائم کی گئیں اور اس حصہ کے گرد چاردیواری بنا دی گئی کہ پھر موقع ملا تو کعبہ کے اندر لے لیں گے، اسی حصہ کو حطیم کہتے ہیں ۔(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی اس حسن تدبیر سے ایک خونریز جنگ ہوتے

ہوتے رُک گئی، اور قتل و غارت کا خطرہ ٹل گیا۔

آپ ﷺ کا غارِ حرا میں عبادت کرنا

رحمۃ للعالمین ﷺ جس زمانہ میں پیدا ہوئے مکہ بت پرستی کا مرکزِ اعظم تھا۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے لیکن آپ ﷺ نے کبھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا اور نہ کبھی دیگر رسوم جاہلیت میں شرکت کی۔ یہ بات طے کی گئی کہ ایام حج میں قریش کے لئے عرفات جانا ضروری نہیں تھا اور جو لوگ باہر سے آتے تھے وہ قریش کا لباس اختیار کریں ورنہ ان کو ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرنا ہوگا، چنانچہ اسی بناء پر طوافِ عریاں کا عام رواج تھا، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذاتِ اقدس نے ان باتوں میں کبھی اپنے خاندان کا ساتھ نہ دیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے بہت سے دُنیاوی تعلقات تھے، تجارت کا کاروبار تھا، بیوی بچے تھے۔ تجارت کی غرض سے اکثر سفر کرنا پڑتا تھا، لیکن اللہ جل شانہ کو آپ ﷺ سے جو کام لینا تھا، وہ اِن تمام مشاغل سے بالاتر تھا۔ دُنیا اور دُنیا کے تمام کام آپ ﷺ کو ہیچ نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ مکہ معظمہ سے تین میل دُور ایک غار، جس کا نام ''حرا'' تھا، تشریف لے جاتے اور وہاں کئی کئی دِن قیام فرماتے اور مراقبہ کرتے۔ آپ ﷺ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے۔ غارِ حرا میں آپ ﷺ کا قیام مہینوں رہتا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ غارِ حرا میں آپ ﷺ کی عبادت کیا تھی.......؟

عینی شرح بخاری میں ہے کہ یہ وہی عبادت تھی، یعنی ''غور و فکر اور عبرت پذیری'' جو آپ ﷺ کے بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت سے پہلے کی تھی، ستاروں کو دیکھا تو چونکہ تجلی کی جھلک تھی، دھوکا ہوا، چاند نکلا تو اور بھی شبہ ہوا، آفتاب پر اس سے زیادہ لیکن جب سب نظروں سے غائب ہو گئے تو بے ساختہ پکار اُٹھے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

(سورۃ الانعام: ۷۹)

ترجمہ: میں اپنا منہ اُس کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا۔

الحمد للہ!

غارِ حرا کی عبادت میں تمجید وتقدس الٰہی کا ذکر بھی شامل تھا اور قدرت الٰہیہ پر تدبر و تفکر بھی۔ آپ ﷺ کو خواب نظر آنے لگے، خواب ایسے سچے ہوتے تھے کہ جو کچھ رات کو خواب میں دیکھ لیا کرتے، دن میں ویسا ہی ظہور میں آ جاتا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

رحمۃ للعالمین ﷺ کو ''خاتم النبیین'' کی ذمہ داری ملنے والی تھی اور ایسی نبوت جو پہلے کسی کو ملی اور نہ ہی آئندہ اس کی گنجائش ہے، لہٰذا غارِ حرا میں آپ ﷺ کا تدبر و تفکر فرمانا، ساری انسانیت کی دُنیا وآخرت کی کامیابی کے لئے تھا۔

اللہ جل شانہٗ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے لاڈلے حبیب، حضرت محمد ﷺ کے صدقے سے امت مسلمہ کو صحیح حسن بصیرت عطا فرمائے اور ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ